AFKĀR *Research Journal of Islamic Studies*
Volume 3, Issue 2, December 2019, PP: 99-114
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; www.iri.aiou.edu.pk

Scan for download

علم الفُروق کاارتقاء مکاتبِ اربعہ کے تناظر میں: ایک مطالعہ

A Study of Evolution of 'Ilm Al-Furōq in Perspective of four School of Thoughts

Dr. Abul Hassan Shabbir
Assistant Professor
Department of Islamic Studies
Islamia University Bahawalpur, Bahawalpur

ABSTRACT

'Ilm Al-Furōq is an auxiliary branch of Islamic jurisprudence, which eliminates scholarly doubts, differentiates the concepts and provides the ability to draw the conclusions. To differentiate between things and concepts is the very quality which enables the human society to become Ashraf al-Makhlōqāt; because of the very power and quality the human being recognizes and highlights the supreme position of Allah Almighty. This provides very basis of knowledge and Justice. The classical jurists had mentioned this element primarily; thereafter numerous books were attributed to this knowledge, some of them were even named it as Al-Furōq. The present study focuses on the brief introduction and historical evolution of 'ilm-Al-Furōq. The study is significant for the academicians, Lawyers, religious scholars, policy makers and researchers.

Keywords:*'Ilm Al-Furōq, Islamic Jurisprudence, Historical Evolution, Ijtihād.*

موضوع کا تعارف

"علم الفروق" بنیادی طور پر علم اصول الفقہ کے ایک معاون اور مساعدی علم کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔اجتہاد میں جس طرح بعض نظائر کے مابین مشابہت و مماثلت کی بنا پر قیاس، استحسان، مصالح مرسلہ اور استصحاب کے اصول عمل میں آتے ہیں، اسی طرح کچھ مسائل کی باہمی ناموافقت کی وجہ سے اصولی مفارقت اور استثناء کا فیصلہ بھی کیا جاتا ہے۔ان میں سے اول الذکر "علم القواعد" کے نام سے اور ثانی الذکر "علم الفروق" کے طور پر متعارف ہے، جو کہ تاریخِ تدوین کے اعتبار سے علم القواعد سے مقدم ہے۔اس مختصر تحریر میں علم الفروق کے تعارف اور کتاب وسنت میں اس کا اساسی تصور پیش کر کے فقہائے اسلام کی جدوجہد کی روشنی میں اس کا ارتقائی سفر بیان کیا جائے گا تاکہ اس علم کی غایت، حیثیت اور نوعیت واضح ہوسکے کہ اسلام کے منصوص احکام میں علمی وفطری وُسعت، جامعیت اور شرعی حکمت بالغہ کس طرح کام کرتی ہے اور فقہاء کا اجتہاد اگرچہ عملی ایک انسانی کاوش اور خطاء کا محتمل ہے مگر اس میں فقہاء کی طرف سے اصولی طور پر کس قدر حقیقت پسندی، امانت، صداقت، رحمت، اور عدالت کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اس حوالے سے یہ بھی واضح ہوسکے گا کہ وحیِ الٰہی اور اجتہادِ فقہاء میں کس طرح کی مطابقت و موافقت پائی جاتی ہے۔

لغوی واصطلاحی مفہوم

لفظ فروق لغوی طور پر فرق کی جمع[1] یا ثلاثی مجرد کے باب نصر کا مصدر ہے[2]، جس کے معنی دو چیزوں میں جدائی کرنے اور کسی معاملہ کے امتیازات کو واضح کرنے کے ہیں۔[3]

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

فَافْرُقْ بَيْنَنَاوَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ.[4]

"آپ ہمارے اور فاسق قوم کے مابین جدائی ڈال دیں۔"

صحیح بخاری کی حدیث ہے:

"لايُجمع بين متفرق ولايُفرق بين مجتمع خشيةً الصدقة۔"[5]

"زکوٰۃ کی زیادتی یا کمی کے خوف کی وجہ سے متفرق مال کو یکجانہ کیا جائے اور ایک ملکیت میں پائے جانے والے مال کو زیادہ ملکیتوں میں تبدیل نہ کیا جائے"۔

بلکہ سال کے آخر میں اتفاقی طور پر مال کی جو کیفیت ہو اسی کے مطابق حساب کر کے زکوۃ ادا کی جائے۔

الفروق کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے امام سیوطی لکھتے ہیں:

"هو الفن الذييذكر فيه الفرق بين النظائر المتحدة تصويراومعنى المختلفة حكماوعلةً."[6]

"وہ ایسا فن ہے جس میں ان نظائر کے فرق کو بیان کیا جاتا ہے جو صوری اور معنوی طور پر متفق اور حکم وعلت کے اعتبار سے مختلف ہوں"۔

ڈاکٹر جمال الدین عطیہ کے بقول:

"هوايضاح الفروق الدقيقة والمعانى المؤثرة التى أدت الى اختلاف أحكام المسائل المتشابهة۔"[7]

''فن فروق وہ ہے جس کے اندر باریک فرقوں اور موثر معانی کی وضاحت کی جاتی ہے جن کی وجہ سے بظاہر یکساں نظر آنے والے مسائل کے احکام مختلف ہو جاتے ہیں''۔

شیخ محمد یاسین فادانی فرماتے ہیں:

"معرفة الأمور الفارقة بين المسئلتين متشابهتين بحيث لاتسوى بينهمافى الحكم."[8]

''جن دو متشابہ مسائل کا حکم ایک طرح کانہ ہو، ان کے مابین امتیازی امور کو سمجھنا''۔

سعودیہ کی ہیئۃ کبار العلماء کے رکن ڈاکٹر یعقوب الباحسین تحریر فرماتے ہیں:

"هوالعلم الذى يبحث فيه عن وجوه الاختلاف وأسبابهابين المسائل الفقهية المتشابهة فى الصورة والمختلفة فى الحكم".[9]

''جس علم میں صوری مشابہت اور حکمی مخالفت رکھنے والے فقہی مسائل کے مابین ان کے اختلاف کی وجوہات واسباب پر بحث کی جائے''۔

ان میں سے آخر الذکر تعریف بعض اعتبارات سے بہت اچھی ہے مگر امام سیوطی کی بیان کردہ تعریف اس سے زیادہ جامع معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس میں ''متشابہ نظائر'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو کہ اصولی اور فروعی دونوں قسم کے فروق کو شامل ہیں اور علم الفروق کی کتب میں مسائل کے فروق کے علاوہ اصول و قواعد کے فروق کو بھی بیان کیا گیا ہے اس لئے زیادہ وضاحت کے لئے جدید تعریف کرنا ضروری ہو تو مضمون نگار کے نزدیک فروق فقہیہ کی جامع تعریف یوں ہو گی:

"هوالعلم الذى تبحث فيه الوجوه الفارقة بين الأصول أوالفروع الفقهية التى تشابهت صورةً وتفاوتت حكماً."

''الفروق وہ علم ہے جس میں ظاہری مشابہت رکھنے والے فقہی اصول یا فروع کے مابین پائے جانے والے اختلاف اور اس کی وجوہ و علل کو زیر بحث لایا جائے''۔

فروق کی مثالیں

ذیلی سطور میں مسائلِ فروق کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

1. **پانی میں مٹی اور دیگر اشیاء کی ملاوٹ کا فرق:** اگر پاک پانی میں پاک مٹی مل کر اس کا ذائقہ، رنگ یا بو تبدیل کر دے تو پانی میں اک کرنے کی اہلیت برقرار رہے گی، مگر اس میں پانی کے علاوہ کوئی پاک چیز مثلاً زعفران، زرد رنگ، صابن، نمک وغیرہ مل کر اس کی تین اوصاف میں سے کسی وصف کو بدل دے تو پانی کی جوازِ وضوء کی صلاحیت مفقود ہو جائے گی، وجہ فرق یہ کہ مٹی پانی کی طرح خود پاک ہے اور پاک کرنے کی شرعی صلاحیت بھی رکھتی ہے لیکن مٹی کے علاوہ باقی پاک اشیاء میں جوازِ وضوء کی شرعی اہلیت نہیں ہے۔[10]

2. **کافر اور مسلم کے معاملات کا فرق:** مسلم معاشرے میں غیر مسلم باہمی طور پر سودی اور غیر شرعی کاروبار کر سکتے ہیں، لیکن مسلمان کے لئے کسی غیر مسلم کے ساتھ ناجائز کاروبار کی اجازت نہیں، اسی طرح ایک نو مسلم کو اپنی حالت کفر کے ناجائز اموال پر ملکیتی حقوق حاصل ہوں گے لیکن ایک مسلمان جب حرام خوری سے تائب ہو جائے تو اسے اپنی توبہ سے پہلے کے ناجائز اموال پر حقوق ملکیت حاصل نہیں ہوں گے۔[11]

3. **اونٹ کے گوشت اور دیگر حلال جانوروں کے گوشت کا فرق:** اونٹ کا گوشت کھانے سے بعض فقہاء کے مطابق وضوء ٹوٹ سکتا ہے مگر باتفاق فقہاء دیگر حلال جانوروں کا گوشت کھانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا12، وجہ فرق وہ حدیث ہے جس میں اونٹ کے گوشت کو ناقض وضو کہا گیا ہے13 لیکن دوسرے فقہاء نے بعض احادیث اور آثار صحابہ کی بناپر اسے منسوخ کہا ہے۔[14]

4. **طواف اور سعی کا فرق:** طوافِ کعبہ کے لئے وضوء شرط ہے مگر صفاء و مروہ کی سعی کے لئے نہیں۔[15] کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے طواف کو نماز کے مثل قرار دیا ہے۔[16] اور خواتین کو ایام مخصوصہ میں طواف سے منع فرما کر باقی تمام مناسک حج کی اجازت دے دی۔[17]

5. **بچے کی نماز اور حج کا فرق:** بچے کی نماز کے لئے ولی کی اجازت ضروری نہیں، مگر حج کے لئے ہے۔[18] وجوہ فرق یہ کہ نماز کا تعلق محلے کی مسجد کے چھوٹے سے بے خطر اجتماع سے ہے، جبکہ حج کے لئے بیرونِ شہر ممکنہ خطرات اور اخراجات بھی ہیں۔ نیز نماز بلا اجازت سے عبادت کے شوق وذوق کے ساتھ خود اعتمادی میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور حج با اجازت سے اطاعت امیر کی عادت پیدا ہوتی ہے۔

مختلف چیزوں کے مابین فرق کرنا در حقیقت وہ فطری انسانی صلاحیت ہے جس کی بنیاد پر انسان کو شرفِ آدمیت اور خلافتِ ارضی کا امتیاز حاصل ہوا ہے اور اسی سے اس کو علم ومعرفت اور خداوند عالم کی پہچان ہوتی ہے۔ یہ علم کی اساس اور ادلہ کی بنیاد ہے اس لئے علم فقہ کی صحیح معرفت کے لئے علم فروق مرتب کیا گیا۔ ابتدائی فقہاء نے اپنی تصانیف میں ضمنی طور پر اس کا ذکر کیا اور بعد میں اس پر باقاعدہ تصانیف مرتب کی گئیں جن میں سے اکثر کتب کا نام ہی الفروق ہے۔ اس سے علمی التباسات، شبہات اور توہمات کا خاتمہ ہوتا ہے، فقہی نتائج اخذ کرنے اور فتوی دینے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، وقت اور حالات کے تغیر سے احکام کی تبدیلی کی بصیرت حاصل ہوتی ہے، قیاس کی علتوں، احکام کی حکمتوں اور شرعی مقاصد کا فہم پیدا ہو کر قلبی طمانیت اور ایمان میں اضافہ کا سبب بنتا ہے۔

جدید مسائل کے حل کے لئے عموماً مختلف قسم کی نظیریں موجود ہوتی ہیں تو فنِ فروق کے ذریعے زیادہ اور کم مشابہت رکھنے والی نظائر کی پہچان کی جاتی ہے تاکہ باہم مشابہ اصول وفروع کے مابین موثر عِلَل، حِکَم، مقاصد، ضروریات، رجحانات اور موانع کا مطالعہ کیا جا سکے، اسی طرح منصوص اور مجتہد فیہ احکام میں موجود اصولی وفروعی فروق کا فہم حاصل ہوتا ہے، اس لئے امام نجم الدین طوفی نے اس علم کو عمدۃ العلوم اور فقہی علوم کا نصف یا ایک بڑا حصہ قرار دیا ہے۔[19] اور ڈاکٹر سید حبیب افغانی تو یہاں تک لکھتے ہیں کہ مکمل دین ہی فروق پر مشتمل ہے، قرآن کا نام فرقان ہے، یہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا عالی وصف ہے، اسی لئے یوم بدر کو فرقان کہا گیا، لہذا حق و باطل میں فرق کرنا اصل ہدایت ہے۔ نیز اللہ تعالی اور غیر اللہ کے مابین فرق نہ کرنا اصل گمراہی ہے، جیسا کہ فرقہ اتحادیہ وحلولیہ نے خالق ومخلوق کے فرق کی نفی کر کے ضلالت وگمراہی کا راستہ اختیار کیا۔[20]

مآخذ شریعت میں فروق کا بیان

قرآن وسنت میں کئی مقامات پر بعض مسائل کے درمیان مماثلت کی عدم موجودگی کو دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے، مثلاً:

1. غیر اللہ کو اللہ تبارک وتعالی کے برابر سمجھنے کا فرق:

"فَلَاتَجْعَلُوْالِلّٰهِ اَنْدَادًاوَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْن." [21]

"پس تم جان بوجھ کر کسی غیر اللہ کو اللہ کے برابر مت سمجھو"۔

2. پروردگار عالم کے برابر کسی کو سمجھنے کا فرق:

"وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ."[22]

"اور وہ لوگ دوسروں کو اپنے رب کے برار قرار دیتے ہیں"۔

3. باطل پر ایمان ویقین کو کفرانِ نعمت میں فرق:

"اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِاللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ." [23]

"کیا یہ لوگ معبودان باطلہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں"۔

4. بیج بونے اور اس میں سے پودا لگانے کا فرق سمجھانا:

"اَفَرَءَيْتُمْ مَّاتَحْرُثُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ." [24]

"تم زمین میں جو بیج بوتے ہو، کیا تم نے اس پر غور کیا ہے کہ اسے پھر تم اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں۔ اس آیت میں انسان اور خالق کائنات کی طاقت اور اختیارات کا موازنہ اور فرق پیش کیا گیا ہے"۔

5. مسلمان اور مجرم کا فرق:

"اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ۔" [25]

کیا ہم فرمانبرداروں کو مجرموں کے برابر قرار دیدیں۔

اور یہ ناانصافی تو ممکن نہیں اس لئے ان کے ایمانی اور عملی احوال اور انجام کا فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں یہ سوال بھی اٹھایا گیا کہ جو لوگ قیامت کے روز آگ میں ڈالے جائیں گے، وہ زیادہ بہتر ہیں یا وہ لوگ جو وہاں پر راحت کے ساتھ آئیں گے۔[26]

6. ذاتی کردار اور گزشتہ لوگوں کی نیک سیرت کا فرق:

تِلْكَ اُمَّةٌقَدْخَلَتْ لَهَامَاكَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّاكَسَبْتُمْ۔[27]

یہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی، ان کے لئے ان کے اعمال کا اجر اور تمہارے لئے تمہارے کئے کا بدلہ ہے۔

اس آیت میں بتایا گیا کہ جو لوگ انبیاء کرام کی اولاد ہونے پر اتراتے ہیں اور اپنے آپ کو اپنے پاکیزہ اسلاف کے مماثل قرار دیتے ہیں انھیں اپنے ذاتی کردار اور اپنے بزرگوں کی پاکیزہ سیرت کے فرق کو ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے۔

7. تجارت اور سود کا فرق:

"وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔" [28]

اللہ تعالی نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

اس آیت کا پس منظر یہ کہ کفار تجارت اور سود کو مساوی قرار دیتے تھے تو اللہ تعالی نے تجارت اور سود کے فرق کو نمایاں کیا کیونکہ سود اپنے فکری، علمی، اخلاقی اور عملی تباہ کاریوں کے باعث تجارت اور بیع کے ہم مثل نہیں ہو سکتا۔

8. عمومی قاعدہ اور علت کے فرق کو بنیاد بنانا:

اس طرح حدیث مبارکہ میں ایک عمومی قاعدہ بیان کرکے اس کی فروع میں پیدا ہونے والے فرق کو علت کی بنا پر نمایاں کیا گیا ہے فرمایا:

"من كان هجرته الى الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله ومن كان هجرته للدنيايصيبهاأو الى امرأة ينكحهافهجرته الى ماهاجر اليه."[29]

جس نے اللہ اور اس رسول ﷺ کے لئے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہے اور جس نے کسی مالی مفاد کی خاطر ہجرت کی یا کسی خاتون سے شادی کرنے کی نیت سے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اس کے لئے ہوگی، بعینہ اسی اسلوب کو فقہاء نے اختیار کیا۔

9. صدقہ اور ہدیہ کا فرق:

ایک مرتبہ آپ ﷺ کے پاس وہ گوشت لایا گیا جو حضرت بریرہ کے لئے کسی نے صدقہ کیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ

"هُوَعَلَيْهَاصَدَقَةٌ،وَلَنَاهَدِيَّة۔[30]"

یہ اس کے لئے صدقہ اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

10. اسی طرح آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی کو چھینک آئی تو آپ نے اس کو رحمت کی دعا دی اور دوسرے آدمی کو چھینک آئی تو اس کے لئے رحمت کی دعا نہ فرمائی، اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا:

"هَذَاحَمِدَ اللّٰهَ،وَهَذَالَمْ يَحْمَدِ اللّٰه."[31]

"پہلے نے اللہ کی حمد کی اور دوسرے نے حمد نہیں کی۔"

11. حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جناب ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ کو لکھا:

"أعرف الأشباه والنظائرثم قس الأمور عندك فاعمد الى أحبها الى الله وأشبهابالحق."[32]

"مماثل اور مشابہ مسائل کو پہچانو اور اپنی طرف سے قیاس کرو پھر اللہ کے مرغوب ترین اور حق کے مشابہ ترین احکام کو اختیار کرو۔"

اس میں یہ اشارہ موجود ہے کہ جن متماثل نظائر میں موافقت نہ پائی جائے ان میں فرق ملحوظ رکھنا چاہئے۔

علم الفروق کا آغاز وارتقاء

کتاب وسنت اور صحابہ کے بنیادی عہد کے بعد اس علم کا آغاز دوسری صدی ہجری میں تین معاصر فقہاء کی کتب سے ہوا، ان میں سے امام مالک کی "مؤطا" اور امام شافعی کی "کتاب الأم" میں جزوی طور پر اور امام محمد بن حسن شیبانی کی "الجامع الکبیر" میں کلی طور پر مسائل کے فروق بیان کئے گئے ہیں، اس سے ان تینوں مکاتبِ فقہ کا اصولی ذوق وتعمق نمایاں ہوتا ہے۔ جیسا کہ موطاامام مالک میں ہے: چادر میں بندھا ہوا قبطی کپڑا خریدنے میں دھوکہ ہے، مگر جس کپڑے کی تفصیل لکھی ہوئی ہوتی ہے اور وہ لوگوں کے ہاں معروف ہو، اس میں دھوکہ نہیں ہے اور یہ جائز ہے۔[33]

اسی طرح امام شافعی فرماتے ہیں:

"نماز کے دوران اگر متیمم کو پانی مل جائے تو اس پر وضوء کرنا ضروری نہیں، بلکہ وہ تیمم کے ساتھ ہی باقی نماز مکمل کرلے، لیکن اگر کوئی مریض عذر کے باعث بیٹھ کر نماز پڑھ رہاہو اور اسی دوران اس کا عذر زائل ہو جائے تو ضروری ہے کہ وہ باقی نماز کھڑے ہو کر پڑھے، وجہ فرق یہ کہ متیمم کو وضو کے لئے نماز چھوڑنا یا توڑنا پڑے گی، جبکہ مریض کو نماز چھوڑنے کی ضرورت نہیں"۔[34]

امام محمد لکھتے ہیں کہ:

" ایک مقیم شخص عصر کی نماز ادا کررہاہو، وہ ایک رکعت پڑھ لے اور اس وقت سورج غروب ہو جائے اور ایک مسافر نماز باجماعت کے لئے اس کے ساتھ شریک ہو جائے تو مسافر کی نماز فاسد ہے، اس کے برعکس اگر مسافر نماز عصر ادا کررہاہو اور اس کی ایک رکعت کے بعد سورج غروب ہو جائے اور مقیم شخص نماز باجماعت کے لئے اس کے ساتھ شرک ہو تو دونوں کی نماز درست ہو گی۔"[35]

اس میں فرق یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز کا وقت ختم ہونے کی وجہ سے مقیم کی نماز میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہوتا بلکہ وہ پہلے کی طرح چار رکعت رہتی ہیں لیکن مسافر کی چار رکعت والی نمازِ قصر وقت کے اختتام سے متغیر ہو جاتی ہے اور وہ اس طرح کہ وقت کے اندر پڑھی جانے والی نمازِ قصر کو ایک مسافر شخص امام کی اقتدا میں چار رکعت پڑھ سکتا ہے لیکن قضاء ہو جانے والی نمازِ قصر امام محمد کی رائے میں دو رکعت کی حیثیت سے مزید پختگی اختیار کرلیتی ہے اس لئے اسے امام کی وجہ سے بھی چار رکعت میں نہیں بدلا جاسکتا۔ دوسری وجہ یہ کہ اپنے وقت کے اندر نمازِ قصر کو امام کی وجہ سے چار میں بدلنا تو سنت سے ثابت ہے لیکن قضاء نماز میں اس طرح کی تبدیلی کا ثبوت بظاہر موجود نہیں ہے اور تعبدی اعمال میں قیاس سے گریز کرنا بہتر ہوتا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

"ایک برہنہ شخص نے نماز مکمل کرلی اور اسے کپڑے مل گئے تو اسے نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اس کے برعکس، اگر وہ نماز کی تکمیل سے پہلے کپڑے پالے تو نماز کا اعادہ ضروری ہے۔"[36]

یہ تصنیف لطیف فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کی گئی ہے، پوری کتاب میں دو دو مسائل کا موازنہ اور تقابل کیا گیا ہے اور اختصار و ایجاز کے ساتھ دقت نظر کو ملحوظ رکھا گیا ہے، البتہ فروقِ مسائل کی وجوہ وعِلَل بیان نہیں کی گئیں۔ چنانچہ ڈاکٹر محمد طموم لکھتے ہیں:

"أول من ألف في الفروق في الفقه الاسلامي عامة الامام محمد بن الحسن الشيباني صاحب أبي حنيفة ونجد ذالك واضحافي كتابه الجمع الكبير,حيث كان أسلوبه ومنهجه وطريقة عرضه للمسائل كلهاتظهر الفرق بين المسئلتين المتشابهتين ممالايدع مجالاللشك أواللبس."[37]

"فقہی فروق پر سب سے پہلے مصنف امام محمد شیبانی تلمیذ ابی حنیفہ ہیں، ہم یہ بات ان کی "جامع کبیر" میں واضح طور پر دیکھتے ہیں کہ اس کے تمام تر مسائل پیش کرنے میں انھوں نے دو مشابہ مسائل کے درمیان فرق کو ملحوظ رکھا ہے، اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔"

اس لئے شیخ یعقوب الباحسین کی طرف سے ڈاکٹر محمد طموم کے مذکورہ قول[38] کو مبالغہ آمیزی قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

کتب علم الفروق

علم الفروق کے حوالے سے متعدد قدیم وجدید علماء کرام کا انتہائی وقیع کام اور تصانیف موجود ہیں۔ مقالہ کے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے چند اہم علمی و تحقیقی کتب کو حسب ذیل سطور میں بیان کیا گیا ہے۔

1. الجامع الکبیر للشیبانی حنفی:

علم الفروق پر امام محمد الشیبانی حنفی کی ''الجامع الکبیر'' نہایت اہم کتاب ہے۔

2. الفروق لابن السریج:

ابن سریج، ابو العباس احمد بن عمر شافعی کی ''الفروق''[39] کے نام سے لکھی گئی ہے اور یہ فقہائے شافعیہ کی پہلی کتاب ہے، جو مختصر المزنی سے متعلقہ سوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے۔[40]

3. کتاب المسکت للزبیری:

الزبیری، ابو عبداللہ، زبیر بن احمد القریشی شافعی کی ''کتاب المسك''[41] ہے، اور یہ فقہی سوالات سے متعلق تصنیف ہے جس میں فقہی معمے، فروق اور حیل تینوں موضوعات بیان کئے گئے ہیں۔[42]

4. الفروق لابی الفضل کرابیسی:

ابو الفضل کرابیسی، محمد بن صالح سمرقندی حنفی کی کتاب ''الفروق''[43] ہے، اس کا مخطوط دار الکتب المصریہ میں فقہ حنفیہ نمبر 1923 پر اور مرکز البحث العلمی میں مائیکروفلم کی صورت میں فقہ عام نمبر 42 پر، مکتبہ اوقاف بغداد میں نمبر 3533 پر اور جامعہ ازہر میں نمبر 2076 پر موجود ہے۔[44]

5. فروق مسائل المشتبہہ فی المذہب للکنانی:

الکنانی، عبدالرحمن بن محمد ابن الکاتب مالکی کی ''فروق مسائل المشتبہہ فی المذہب''[45] ہے، اور یہ فقہ مالکی کی علم الفروق پر پہلی تصنیف ہے۔

6. الفروق الفقہیہ لعبد الوہاب البغدادی:

البغدادی، قاضی عبد الوہاب مالکی کی ''الفروق الفقہیہ'' ہے، جس کو دارالبحوث للدراسات الاسلامیہ نے دبئی سے 2003ء میں طبع کرایا ہے۔

7. النظائرالفقہیہ للفاسی:

الفاسی، ابو عمران عبید بن محمد صنہاجی مالکی کی ''النظائرالفقہیہ'' ہے، جو کہ مکتبہ دار البشائر الاسلامیہ، بیروت سے 2010ء میں دوسری مرتبہ چھپی ہے۔

8. الجمع والفروق لامام الحرمین الجوینی:

الجوینی، ابو محمد عبداللہ بن یوسف بن محمد، والدامام الحرمین شافعی کی ''الجمع والفروق'' ہے، جس کو ''الوسائل فی فروق المسائل'' بھی کہاجاتاہے، اس میں مسائل کے فروق کو نہایت گہرائی سے بیان کیا گیاہے، اس کا مخطوط دار الکتب میں فقہ شافعی

نمبر80پر ہے[46]،عبدالرحمن المزینی نے جامعہ امام محمد بن سعود میں اس پر تحقیق کی ہے،دارالجیل (بیروت)نے2004ءمیں اسے تین اجزاءمیں شائع کیاہے۔

9. الأجناس والفروق للناطفی:

الناطفی،ابوالعباس احمد بن محمد الطبری حنفی کی "الأجناس والفروق"[47]ہے،اسپرڈاکٹر نہلہ عاشورنےپی ایچ ڈی کامقالہ لکھاہے،جوکہ بغداد کے جامعہ عراقیہ کی پروفیسر ہیں۔

10. المناقضات فی الفروق و الاستثناء للفناکی:

الفناکی،احمد بن حسین شافعی کی"المناقضات فی الفروق و الاستثناء"ہے۔[48]

11. الفروق الفقہیه لابی الفضل مالکی:

ابوالفضل مسلم بن علی دمشقی مالکی کی"الفروق الفقہیه"۔[49]ابوالفضل جوکہ مالکی مکتبہ فقہ کے بڑے عالم ہیں۔دمشق کے باشندہ تھے۔اور فقہی فروق پرنہایت علمی کام کیاہے۔

12. کتاب النکت والفروق لمسائل المدونة لابی محمد الصقلی:

الصقلی،ابومحمد عبدالحق بن محمد السھمی القرشی مالکی کی"کتاب النکت والفروق لمسائل المدونة" ہے،مرکزالبحث العلمی میں مائکروفلم نمبر243پرہے۔[50]احمد ابراہیم عبداللہ نے1996ء میں جامعہ ام القری میں زیر نگرانی محمد عروسی عبدالقادرنےاس پر پی ایچ ڈی کامقالہ لکھاہے۔

13. الفروق لابی عبد الله محمد اندلسی:

الانصاری،ابوعبداللہ محمد بن یوسف اندلسی،مالکی کی"الفروق" ہے۔[51]

14. الوسائل فی فروق المسائل لابن جماعة المقدسی:

ابن جماعۃ،ابوالخیر سلامۃ بن اسماعیل المقدسی شافعی کی"الوسائل فی فروق المسائل"[52]ہے،یہ شافعی فقہ کی ایک اوراہم تصنیف ہے جوفقہی مسائل کے فروق پر مشتمل ہے۔

15. کتاب المعایاة فی العمل للجرجانی:

الجرجانی،ابوالعباس احمد بن محمد شافعی کی"کتاب المعایاة فی العمل" جسےفروق جرجانی کہاجاتاہے۔اس کااصل نسخہ دار الکتب میں فقہ شافعی نمبر915پرہے[53]۔ابراہیم بن ناصر نے جامعہ ام القری میں اس پرپی ایچ ڈی کامقالہ کیاہے۔یہ کتاب بھی علم الفروق کی مستقل تحریر نہیں ہے،بلکہ فقہی قواعد،معمے،حیل اور فروق کے متفرق موضوعات پر ہے۔اس پر کافی بسط وتفصیل سےابراہیم بن ناصر نے مقدمہ تحقیق میں گفتگوفرمائی ہے۔

16. کتاب الفروق للرویانی:

الرویانی، قاضی ابوالمحاسن شافعی کی"کتاب الفروق" ہے۔[54]

17. الکفایه فی الفروق للحناطی:

الحناطی، ابوعبداللہ حسین بن محمد بن حسنطبری شافعی کی "الکفایه فی الفروق"[55] کے نام سے ہے۔

18. الفروق لابی المظفر کرابیسی:

ابوالمظفر کرابیسی، اسعد بن محمد بن الحسین نیساپوری، حنفی کی "الفروق"، جسے فروق الکرابیسی کہا جاتا ہے، 779 فروق پر مشتمل ہے، اس کا مقدمہ تحقیق ڈاکٹر طموم نے لکھا اور وزارۃ الاوقاف والشؤن نے کویت سے 1982ء میں طبع کرایا ہے، جو کہ اس کتاب کی اہمیت اور افادیت کو واضح کرتا ہے، کہ اس کا مقدمہ ڈاکٹر طموم جیسی مشہور شخصیت نے تحریر فرمایا اور کویت کی وزارۃ اوقات نے اس کتاب کو طبع عام کیا۔

19. الفروق فی السائل الفقہیة للمقدسی:

المقدسی، ابراہیم بن عبدالواحد حنبلی "الفروق فی السائل الفقہیة"[56]، یہ حنابلہ کی پہلی کتاب ہے۔ ابراہیم بن عبدالواحد فقہی اعتبار سے حنبلی ہیں اور فقہی مسائل میں فروق پر علمی کام پیش کیا ہے۔

20. الفروق للسامری:

السامری، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن الحسین ابن سُنینہ، حنبلی کی "الفروق" مرکزالبحث العلمی ہیں اس کی مائیکروفلم نمبر 36 پر ہے۔[57] اور اس پر محمد بن ابراہیم الیحیی نے جامعہ محمد بن سعود سے ایم اے کا تحقیقی مقالہ لکھا اور دارالسمیعی الریاض نے 1997 میں شائع کیا۔

21. فتاوی تلقیح العقول فی فروق المنقول للمحبوبی:

المحبوبی، صدرالشریعہ اوّل، احمد بن عبیداللہ حنفی کی "فتاوی تلقیح العقول فی فروق المنقول"[58] جس کو تلقیح المحبوبی کہا جاتا ہے، اس کا مخطوط دار الکتب المصریہ میں فقہ حنفی نمبر 982 پر موجود ہے، اس پر جامعہ ازہر میں محمد مصطفی شحاتہ نے 1984ء میں ایم اے کا تحقیقی مقالہ لکھا[59]۔

22. الفصول فی الفروق لابی العباس المقدسی:

المقدسی، ابوالعباس نجم الدین احمد بن محمد بن خلف، شافعی، کی "الفصول فی الفروق" ہے۔[60]

23. الفروق للدزماری:

الدزماری، احمد بن کشاسب، شافعی کی "الفروق"[61]

24. الجمع الفرق للوشلی:

الوشلی، علی بن یحیی یمنی، شافعی "الجمع الفرق" ہے، بعض اہل علم کے بقول یہ بے مثال تصنیف ہے۔[62]

25. أنوار البروق فی أنواء الفروق للقرافی:

القرافی، شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ادریس مالکی "أنوار البروق فی أنواء الفروق"، اس عظیم تصنیف میں اصول و قواعد کے فروق کو موضوع بحث بنایا گیا ہے، اس کا منفرد طرز تحریر یہ کہ قواعد کے نام سے مختلف فقہی فروع کو دو یا زیادہ کلیات کے تحت جمع کر کے ان کے فروق کو علل اور مقاصد کی متعدد توجیہات کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، اور یہ کتاب 548 قواعد پر مشتمل ہے۔

26. الفروق للمرداوی:

المرداوی، ابوعبداللہ محمد بن عبدالقوی بن بدران المقدسی، استاد ابن تیمیہ، حنبلی کی تصنیف "الفروق"[63] ہے۔

27. ترتیب الفروق واختصارہا للبقوری:

البقوری، محمد بن ابراھیم، مالکی کی "ترتیب الفروق واختصارہا"، یہ امام قرافی کے شاگرد ہیں جنھوں نے اپنے استاد کے بیان کردہ اصولی فروق کو تسہیل واختصار سے اس میں مرتب کیا ہے۔[64]

28. مختصرانوار البروق فی انواءالفروق للربعی:

الربعی، شمس الدین محمد بن ابی القاسم التونسی، مالکی کی "مختصرانوار البروق فی انواءالفروق"[65] ہے۔

29. ادرار الشروق علی انوار الفروق لابن الشاط:

ابن الشاط، سراج الدین قاسم بن عبداللہ السبتی، مالکی کی "ادرار الشروق علی انوار الفروق"، یا اس کا نام "انوارالبروق فی تعقب مسائل القواعدوالفروق" ہے۔ یہ فروق قرافی کی شرح اور اس پر نقد ہے۔ اس لئے مالکی فقیہ تمبکتی لکھتے ہیں:

"علیک بفروق القرافی ولاتقبل منهاالاماقبله ابن الشاط"[66]

آپ فروق قرافی ضرور پڑھیں۔ مگر اس کے مضامین کو اس وقت تک قبول نہ کریں جب تک کہ امام ابن الشاط اس کی تصدیق نہ کر دیں، فروق قرافی کے حاشیہ پر چھپی ہے۔

30. الجمع والفرق للہذلی:

الہذلی، الارمنتی، سراج الدین یونس بن عبدالمجید، شافعی، کی "الجمع والفرق"[67] کے نام سے ہے۔

31. ایضاح الدلائل فی الفرق بین المسائل للزریرانی:

الزریرانی، شرف الدین عبدالرحیم، حنبلی کی "ایضاح الدلائل فی الفرق بین المسائل" اس کتاب میں ابن سنیہ سامری کی الفروق کو بہتر ترتیب سے پیش کیا گیا ہے، مرکز البحث العلمی میں مائکرو فلم نمبر 344 پر ہے، دارالکتب العلمیہ بیروت نے 2003 میں محمد حسن اسماعیل کی تحقیق کے ساتھ چھپوایا ہے، جبکہ جامعہ ام القری مکہ میں عمر بن محمد السبّیل امام مسجد الحرام نے پی ایچ ڈی کا مقالہ بھی لکھا گیا ہے۔[68]

32. الفروق للترکمانی:

ترکمانی، احمد بن عثمان حنفی کی تصنیف "الفروق"[69] ہے۔

33. الفروق لابن نقاش:

ابن نقاش، ابوامامہ شمس الدین محمد بن علی، شافعی کی "الفروق"[70] ہے۔

34. مطالع الدقائق فی تحریر الجوامع والفوارق لاسنوی:

اسنوی، جمال الدین ابو محمد عبدالرحیم بن الحسن، شافعی کی تصنیف "مطالع الدقائق فی تحریر الجوامع والفوارق" ہے، اس کا مخطوط دارالکتب میں فقہ شافعی نمبر 37 پر ہے، دارالشروق (القاہرہ) نے ڈاکٹر نصرالدین فرید کے تحقیقی مقدمہ کے ساتھ 2007ء میں اس کی طباعت کی ہے اور مکتبہ شاملہ میں موجود ہے۔

35. الاستغناء فی الفرق والاستثناء للبکری:

البکری،بدرالدین محمد بن ابی بکر بن سلیمان شافعی کی ''الاستغناء فی الفرق والاستثناء'' ہے۔اس میں 600بنیادی قواعد کے تحت استثناء کی نظائر کے فروق پر بحث کی گئی ہے،اس کا مقدمہ تحقیق ڈاکٹر سعود بن مسعد الثبیتی نے لکھا،مرکزاحیاءالتراث الاسلامی (مکہ مکرمہ)نے1988میں طبع کرایا۔

36. الفروق لمرغایتی:

مرغایتی، بایزید بن اسرائیل بن حاجی داود، حنفی(تکمیل تصنیف:820ھ)کی ''الفروق''[71] کے نام سے ہے۔

37. كتاب الليث العابس فی صدمات المجالس للمحلی:

المحلی، مجدالدین اسماعیل ابن معلی، شافعی کی ''كتاب الليث العابس فی صدمات المجالس'' فروعی فروق کے ساتھ اس کا کچھ حصہ اصولی فروق پر بھی مشتمل ہے مثلاشرط لازم اور غیر لازم،شرط وسبب،علت اور حجت وغیرہ میں فرق،اس کا مخطوط مرکزالبحث العلمی میں مائکروفلم نمبر101پراوردارالکتب مصریہ میں کتب اصول نمبر25597پر موجود ہے[72]۔

38. الفروق للمواق غرناطی:

المواق،ابوعبداللہ محمد بن یوسف العبدری غرناطی،مالکی کی تصنیف''الفروق''[73] ہے۔

39. عدةالبروق فی جمع مافی المذهب من الجموع والفروق للونشریسی:

الونشریسی،ابوالعباس احمد بن یحیٰی مالکی کی ''عدةالبروق فی جمع مافی المذهب من الجموع والفروق''۔اس میں 1155فروق بیان کیے گئے ہیں،اسے دارالغرب الاسلامی(بیروت)نے1990ءمیں حمزہ ابوفارس کی تحقیق کے ساتھ چھپوایا ہے۔

40. قرة العين والسمع فی بيان الفروق والجمع للعادلی:

العادلی،الحریثی،بدرالدین بن عمر بن احمد شافعی کی تالیف''قرة العين والسمع فی بيان الفروق والجمع''[74] کے نام سے ہے۔

41. تهذيب الفروق والقواعد السنية فی الأسرار الفقهية لمحمد علی مالكی:

محمد علی بن حسین، مفتی مکہ،مالکی کی''تهذيب الفروق والقواعد السنية فی الأسرار الفقهية''[75]،یہ فروق قرافی کی تلخیص ہے،فروق قرافی کے حاشیہ پر چھپی ہے جو مکتبہ شاملہ میں موجود ہے۔

42. القواعدوالأصول الجامعه والفروق والتقاسيم البديعيةالنافعة للسعدی:

سعدی، شیخ عبد الرحمن بن ناصر، حنبلی کی ''القواعدوالأصول الجامعه والفروق والتقاسيم البديعيةالنافعة'' ہے۔ اسے مکتبہ المعارف نے1985ءمیں شائع کیا۔اسے شیخ محمد بن صالح العثیمین کی گرانمایہ تعلیق کے ساتھ موسسہ الشیخ محمد بن صالح العثیمین الخیریہ(ریاض)نے1430ھ میں شائع کیا۔

43. الفروق الفقهية عند الامام ابن قيم للافغانی:

الافغانی،دکتورابوعمرسید حبیب بن احمد خان المدنی،کی تصنیف''الفروق الفقهية عند الامام ابن قيم''ہے۔اس کو مکتبہ الرشد (ریاض)نے1429ھ میں چھپوایا ہے۔اس کی کاپی نیٹ سے ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے۔

ان کتبِ فروق میں تین طرح کی ترتیب ملحوظ رکھی گئی ہے:

- ❖ ایک یہ کہ فقہی کتب کی طرح ابواب قائم کرکے ہر باب کے تحت مختلف مسائل پر گفتگو کی جاتی ہے،ان میں سے بعض نے محض مسائل کافرق لکھا جیسے امام محمد شیبانی لیکن اکثر مصنفین نے فرق کے ساتھ وجوہ فرق کو بھی بیان کیا ہے جیسے کرابیسی اور جوینی وغیرہ نے بالعموم یہی طریقہ اپنایا ہے۔
- ❖ دوم یہ کہ فقہی ابواب کے مطابق قواعد فقہیہ مرتب کرکے ہر قاعدہ کی ذیلی امثلہ کے مختلف پہلوؤں کے مابین پائی جانے والی مفارقت کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے،اس میں بعض نے قواعد کے ساتھ استثناء کااسلوب اختیار کرکے نظائر کے فرق بیان کئے، جس طرح امام بکری نے کیا ہے۔
- ❖ سوم یہ کہ ملتے جلتے قواعد فقہیہ بیان کرکے ان قواعد کافرق نمایاں کیاجاتاہے، جس طرح قرافی اور ان کے متبعین نے کیا۔ان کے علاوہ جن کتب میں جزوی فروق لکھے گئے ان میں پھر دوطرح کے طریقے اپنائے گئے، بعض کتب کاایک مستقل حصہ فروق کے لئے منتخب کیا گیا جیسے کتب الاشباہ والنظائر میں ہوا، اور دوسری قواعد فقہیہ کی عام کتب ہیں جو مختلف مناسبات سے کئی مقامات پر مسائل اور قواعد کے فروق بیان کرتی ہیں جیسے امام عزبن عبدالسلام کی قواعدالاحکام فی مصالح الانام یازرکشی کی المنثور وغیرہ۔

ملخص مقالہ

خلاصہ کلام یہ کہ علم الفروق کی بنیاد وحیِ الٰہی سے رکھی گئی اور اسی میں اس کی افادیت واہمیت کو بھی واضح کیا گیا،اوراس علم کی مستقل تصانیف کاآغاز دوسری صدی ہجری(آٹھویں صدی عیسویِ) میں امام محمد شیبانی حنفی سے ہوا، جس کے بعد چوتھی صدی ہجری میں امام ابوسریج شافعی، پانچویں صدی ہیں امام کنانی مالکی اور ساتویں صدی میں حنبلی فقیہ ابراہیم المقدسی نے اس میں شرکت کی، اور مجموعی طور پر کتب کی تعداد میں زیادہ حصہ شوافع کا پھر مالکیہ پھر حنفیہ اور آخر میں حنابلہ کا ہے۔

کتب فروق کی اس تاریخ میں زیادہ جوش تین مرتبہ آیا، پہلی بار پانچویں صدی(گیارھویں صدی عیسویِ) میں جب حنابلہ کے علاوہ تینوں مذاہب کی بھرپور نمائندگی رہی اور تقریبا 13 کتب لکھی گئیں، اور دسری بار ساتویں صدی ہجری میں جب حنابلہ نے اس علم کی تالیف میں حصہ لیااور تقریباآٹھ کتب تالیف ہوئیں، اور تیسری مرتبہ آٹھویں صدی ہجری(چودھویں صدی عیسویِ) ہیں اسوقت اس کی تصانیف میں کثرت پیدا ہوئی جب دوصد سالہ صلیبی جنگوں کے بعد شام اور مصر میں مسلم علمی تحریک کادور آیا، اور فروقِ قرافی جیسی تصنیف بھی معرض وجود میں آچکی تھی تو تقریباگیارہ کتب مرتب ہوئیں ہیں۔

عصر حاضر کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس علم پر متعدد کتب لکھی گئی ہیں جن میں سےایک شیخ عبدالرحمن سعدی کی "القواعدوالأصول الجامعه والفروقوالتقاسيم البديعيةالنافعة ہےاوردوسری ڈاکٹرابوعمرسیدحبیب افغانی کی "الفروق الفقهية عند الامام ابن قيم ہے،اس طرح مکاتب اربعہ کی مشترکہ جدوجہد کا یہ سلسلہ چودہ صدیوں سے تاحال جاری ہے اور انشاءاللہ تاقیامت جاری رہے گا۔

حواشی وحوالہ جات

[1]**المعجم الوجیز**،منشورات دار الثقافۃ،(ایران:1411ھ 1990ء)،ص 469۔

[2]المنجد الأبجدی،(بیروت: دارالمشرق،طباعت اول،1967)،ص759۔

[3]**المعجم** الوجیز،ص469،468۔

[4]القرآن الحکیم،5: 25۔

[5] ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری،**الجامع الصحیح**،رقم الحدیث: 1450۔

[6] عبدالرحمٰن جلال الدین السیوطی ،**الاشباہ والنظائر**،(مصر :مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی 1378،1909ء)،ص7۔

[7]جمال الدین عطیہ،**التنظیرالفقہی**،(دوحہ: مکتبہ اسکندریہ، طباعت اول 1987ء)،ص52۔

[8] محمدیاسین الفادانی ،**الفوائدالجنیہ حاشیہ المواہب السنیہ** ,(بیروت: دارالبشائرالاسلامیہ،طباعت دوم،1996)،ج1،ص198۔

[9] دکتور **یعقوب** بن عبد الوہاب الباحسین ،**الفروق الفقہیہ والاصولیہ**،(الریاض :مکتبہ الرشد،طباعت اول,1998)،ص 25۔

[10]سامری،**الفروق**،مخطوط،مکتبہ الظاہریہ،نمبر:2745،بحوالہ:ندوی،علی احمد،القواعد الفقہیہ،(دمشق: دارالقلم،طباعت چہارم،1998)،ص82۔

[11]احمدبن ادریس شہاب الدین قرافی ،**انوارالبروق فی انواء الفروق**،(قاہرہ :دارالسلام،طباعت اول،2001) (فرق نمبر:179)، ج3،ص1007۔

[12] شرف الدین عبدالرحیم الزریرانی ،**ایضاح الدلائل فی الفرق بین المسائل**،(بیروت: دارالکتب العلمیہ 2003) ،ج1،ص166۔

[13]**ابن حبان**،الصحیح ،رقم الحدیث: 184

[14]الطحاوی،شرح معانی الآثار، رقم الحدیث: 184۔

[15]الزریرانی،ایضاح الدلائل،ج 1،ص256

[16]**الترمذی**،الجامع، رقم الحدیث:960 ۔

[17]بخاری،الجامع الصحیح،رقم الحدیث: 294۔

[18]أیْضًا ج1،ص257۔

[19] نجم الدین طوفی ،**علم الجذل فی علم الجدل**،(بیروت: موسسہ الابحاث العلمیہ الالمانیہ،1987ء)،ص71۔

[20] سیدحبیب بن احمد افغانی ،**الفروق الفقہیہ عندالامام ابن قیم الجوزیہ**،(ریاض: مکتنہ الرشد،طباعت اول،2009ء)،ج1،ص194۔

[21]القرآن الحکیم 2: 22

[22]أیضا6: 150

[23]أیضا16: 72۔

[24]أیضا56: 63-64۔

[25]أیضا68: 35۔

[26]أیضا،41: 40۔

[27]أیضا2: 134۔

[28]أیضا2: 275۔

[29]البخاری،الجامع الصحیح ،رقم الحدیث:1۔

[30]أيْضًا رقم الحدیث:1495۔

[31]أيْضًا رقم الحدیث:6221۔

[32] علی بن عمر الدارقطنی ،**السنن مع التعلیق المغنی**،(لاہور: دارنشر الکتب الاسلامیہ،س ن)،ج4،ص206۔ابن قیم،**اعلام الموقعین**،(قاہرہ:مکتبہ ابن قیم،س ن)،ج 1،ص76

[33]موطا مالک،**موسسہ زاید بن سلطان آل نہان**،(ابوظبی: طباعت اول،2004)،ج،4،ص964۔

[34]**محمد بن ادریس الشافعی،الام شافعی**،(بیروت:دارالمعرفہ ،1990) ،ج 1،ص65۔

[35]محمد الشیبانی،**الجامعع الکبیر،لجنہ احیاءالمعارف النعمانیہ**،(حیدرآباد دکن:طباعت اول،1356ھ)،ص9۔

[36]أيْضًا،ص10۔

[37]طموم،**مقدمہ فروق کرابیسی**،(کویت: وزارۃالاوقاف والشئون الاسلامیہ،طباعت اول،1982ء)،ج1،ص8۔

[38]الباحسین،**الفروق الفقہیہ** والاصولیہ،ص 66۔

[39]نصرالدین محمدواصل فرید،**مقدمہ تحقیق مطالع الدقائق للاسنوی**،(القاہرہ :دارالشروق،طباعت اول،2007)،ص203۔

[40]طموم،**مقدمۃ التحقیق لفروق الکرابیسی**،ج1،ص13۔

[41]ایضاً۔

[42]ابراہیم بن ناصر،**مقدمہ تحقیق المعایات لقاضی احمد بن محمد جرجانی**،(مکہ :مقالہ برائےپی ایچ ڈی،زیر نگرانی :محمد عروسی عبد القادر،جامعہ ام القری)،ص 72۔

[43]السبیّل،**مقدمہ تحقیق ایضاح الدلائل للزریرانی**،(بیروت:دار ابن الجوزی،طباعت اول،1431ھ)،ص26۔

[44]سعودبن مسعد الثبیتی،**مقدمہ تحقیق الاستغناء فی الفرق و الاستثناء للبکری**،(جامعہ ام القری،طباعت اول،1988)،ج 1،ص78۔

[45]الباحسین،**الفروق الفقہیہ والاصولیہ**،ص 84۔

[46]طموم،مقدمۃ التحقیق لفروق **الکرابیسی**،ج1،ص11-12۔

[47]السبیل،**مقدمہ تحقیق ایضاح الدلائل**،ص27

[48] تاج الدین سبکی ،**طبقات الشافعیہ الکبری**،(بیروت:دار ہجرللطباعہ والنشروالتوزیع،طباعت دوم،1413ھ)،ج4،ص16۔

[49]حمدابو الاجفان وحمزہ ابوفارس،**مقدمہ تحقیق علی الفروق الفقہیہ لمسلم**،(بیروت: دارالحکمہ طرابلس،طباعت اول،2007ء)،ص30۔

[50]الثبیتی،**مقدمہ تحقیق**،ج1،ص79۔

[51]السبیل،**مقدمہ تحقیق ایضاح الدلائل**،ص29۔

[52]فرید،**مقدمہ تحقیق مطالع لاسنوی**،ص204۔

[53]طموم،**مقدمہ التحقیق لفروق الکرابیسی**،ج 1،ص11۔

[54]السبیل،**مقدمہ تحقیق ایضاح الدلائل**،ص34۔

[55]أیضا۔

[56]أیضا ص37۔

[57]الثبیتی،**مقدمہ تحقیق الاستثناء**،ج1،ص80۔

[58]أيْضًا ج 1،ص78۔

[59]سعودبن مسعد الثبیتی،**مقدمہ تحقیق الاستغناء**،ج1،ص78۔

[60]طموم، **مقدمه التحقيق لفروق الكرابيسى**، ج 1، ص80۔

[61]السبیل، **مقدمه تحقیق ایضاح الدلائل**، ص35۔

[62]احمد بن ابراہیم، **مقدمه تحقيق النكت والفروق للصقلى**، (مکه: مقاله برائے پی ایچ ڈی، جامعه ام القرى، زیر نگرانی: محمد العروسی)، ص 87۔

[63] فیصل بن عبده قائدالحاشدی ، **نزہة الاحباب**، (قاہره دارالامام احمد، طباعت اول 2011)، ص11۔

[64] محمد بن ابراہیم بقوری ، **تحقیق: استادعمر بن عباد**، (وزارة الاوقاف والشوون الاسلاميه، المملكه المغربيه، 1414 ھ)۔

[65]السبیل، **مقدمه تحقیق ایضاح الدلائل**، ص31۔

[66]**مقدمة التحقيق لقواعد المقرى**، ج 1، ص130۔

[67]السبیل، **مقدمه تحقیق ایضاح الدلائل**، ص35۔

[68]الثبیتی، **مقدمه تحقیق**، ج1ص80۔

[69]السبیل، **مقدمه تحقیق ایضاح الدلائل**، ص27۔

[70]أيْضًا ص25۔

[71]أيْضًا ص27۔

[72]الثبیتی، **مقدمه تحقیق الاستغناء**، ج1، ص80۔

[73]الباحثین، **الفروق الفقہیه**، ص101۔

[74]السبیل، **مقدمه تحقیق ایضاح الدلائل**، ص 36۔

[75] محمد علی المکی ، **تہذیب الفروق والقواعد السنیه فی اسرار الفقهیه مع فروق قرافی**، (بیروت: عالم الکتب، س ن) ، ج1، ص2۔